السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قرأۃ'' مرفوع ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دار قطنی اپنی سنن میں حدیث عن عبداللہ بن شداد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ اس حدیث کو موسیٰ بن ابی عائشہ سے ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ کے علاوہ کسی نے مسند ذکر نہیں کیا اور یہ دونوں حضرات ضعیف ہیں۔

نیز فرمایا کہ اس حدیث کو سفیان ثوری، شعبہ، اسرائیل، شریک، ابو خالد الدالانی، ابوالاحوص، سفیان بن عینیہ اور جریر بن عبد الحمید وغیرہم نے عن موسیٰ بنابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسلاً بیان کیا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ اور مجدالدین ابن تیمیہ نے المنتقی میں لکھا ہے۔ کہ یہ روایت کئی طرق سے مسنداً مروی ہے۔ لیکن وہ تمام طرق ضعیف ہیں۔ درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حفاظ حدیث کے نزدیک معلول ہے۔ اور انہوں نے اس کے مرسل ہونے کی تصریح کر دی ہے۔ اور مرسل ضعیف کی اقسام میں سے ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کثرت طرق کی بنا پر حدیث قوی ہو گئی ہے۔ پھر بھی یہ عام ہے کیوں کہ مصدر مضاف ہونے کی صورت میں بھی عموم کے الفاظ میں سے ہے۔ جیسا کہ کتب اصول سے واضح ہے اور قرأۃ الامام میں لفظ قرأۃ امام کی طرف مضاف واقع ہوا ہے۔ پس یہ تمام قرأتوں کو شامل ہوگا۔ اور یہ عموم احادیث صحیح کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے۔ جیسا کہ حرت عبادہ بن صامت کی روایت قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن خلف امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال فلا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بہا اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی واحمد والبخاری فی جزء القرأۃ والدار قطنی وصححہ البخاری وابن حبان والحاکم۔

اور اس حدیث کے شواہد بکثرت موجود ہیں اور اسی معنی میں تعدد دیگر احادیث بھی مروی ہیں۔ کہ جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔

امام شوکانیؒ نے بالتفصیل اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب ہدایۃ السائل عن ادلۃ المسائل میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آپ نے اس سے معلوم کیا ہوگا کہ وہ نمازیں جن میں امام جہری قرأۃ کرتا ہے۔ سورہ فاتحہ کا ان میں پڑھنا بھی ضروری ہے۔ اور سرّی نمازوں میں تو بالاولی ہی ضروری ہوگا۔ اگر اس بحث کو کما حقہ پھیلایا جائے تو کلام طویل ہو جائے گی۔ علامہ شوکانیؒ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔ نیز انہوں نے وبل الغمام اور سیل الجرار وغیرہ تصانیف میں بھی بالتفصیل ذکر فرمایا ہے۔ اور منع قرأۃ کے قائلین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور احادیث قرأۃ تمام کی تمام صحیح اور معمول بہا ہیں۔ ولا ملجئ الی التاویل ففیہ ترا العمل بالدلل وعدول عنالحق الحقیق بالقبول الی ابطل الاباطیل واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل وفی ھذا کفایۃ لمن لہ تعقل بحج الھدایۃ۔ (دلیل الطالب علی ارجح المطالب ۲۹۲، ۲۹۳)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 225-226

محدث فتویٰ